السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک عرصہ سے میرے دل میں ایک شیطانی وسوسہ بیٹھ گیا ہے ۔مجھے اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف پر شک ہونے لگا ہے ۔ میں بار بار اپنے دل سے پوچھتا ہوں ۔ ایسا کیوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو انتہائی امیر اور کچھ لوگوں کو انتہائی غریب بنایا ہے ۔

اگر سب برابر ہوتے تو کیا اچھا نہ ہوتا ؟ اس شیطانی وسوسے کی وجہ سے میری نمازیں چھوٹ گئی ہیں ۔ ان وسوسوں سے نجات پانے میں ہماری رہنمائی فرمائیے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہر مؤمن کے ساتھ ایسا لمحہ آتا ہے ،جب شیطان اسے بہکاتا اور ورغلاتا ہے ۔ اسے وسوسوں میں بتلا کر دیتا ہے اور جن کا ایمان پختہ ہوتا ہے وہ جلد ہی ان وساوس سے نجات حاصل کر لیتے ہیں ۔ آپ نے جن وسوسوں کا تذکرہ کیا ہے وہ دراصل دو بڑی غلط فہمیوں پر مبنی ہیں ۔

1۔ پہلی غلطی یہ ہے کہ آپ نے دنیوی مال ودولت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے ۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ مال ودولت ہی سب سے بڑی نعمت ہے ۔ آپ کو جاننا چاہیے کہ انسان کی زندگی میں مال ودولت ہی سب کچھ نہیں ہے ۔کتنے پیسے والے ایسے ہیں جنھیں مختلف بیماریوں نے گھیر رکھا ہے ،اپنے پسوں سے وہ صحت نہیں خرید سکتے ۔ مال ودولت کے انبار کے باوجود ذہانت کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں یا اولاد جیسی نعمت کے لیے ترستے رہتے ہیں ۔ اولاد ہوتی بھی ہے تو ناکارہ نکل جاتی ہے ۔کتنے ایسے ہیں جو غریبوں کی طرح پیٹ بھر کر کھانا چاہتے ہیں ۔ لیکن وہ اپنے پسوں سے بھوک نہیں خرید سکتے ۔ بھوک ہے تو موٹاپے کے خوف سے پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے ۔ مان لیجئے وہ پیٹ بھر کر کھا سکتے ہیں لیکن کتنا کھائیں گے ؟ کیا اپنے پیٹ میں زمین وآسمان کو سمولیں گے ؟ کیا اپنی دولت کے قبر میں ساتھ لے کر جائیں گے ؟ اس پر مستزادیہ کہ جس کے پاس جتنی دولت ہوگی اتنا ہی قیامت کے دن اس کا حساب کتاب بھی ہوگا ۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن بندہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکے گا جب تک کہ اسے چار چیزیں نہ پوچھ لی جائیں ۔ ان میں سے ایک سوال یہ ہوگا کہ جو دولت تمھیں عطا کی گئی تھی وہ کیسے کمائی اور کہاں خرچ کی ۔

معلوم ہوا کہ مال ودولت ہی سب کچھ نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ بھی دنیا میں ہزارہا نعمتیں ایسی ہیں جو اس سے قیمتی ہیں ۔ اب آپ ذرا خود پر غور کیجئے کہ جو قوت بینائی آپ کو عطا کی گئی ہے کیا لاکھ دو لاکھ کے عوض آپ اسے فروخت کر سکتے ہیں ؟ یہ جو قوت سماعت آپ کو ملی ہے اسے سونے چاندی کے بدلے آپ فروخت کر سکتے ہیں ؟ غرض کہ ہاتھ ، کان ،ناک ، پاؤں اور دوسرے سارے اعضاء اللہ کی وہ نعمتیں ہیں ،جن کا بدل سونا چاندی نہیں ہو سکتے ہیں ۔ اللہ فرماتا ہے :

وَإِن تَعُدّوا نِعمَتَ اللَّهِ لا تُحصوها... ٣٤ ... سورة ابراهيم

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے''

ہر چیز کو مادیت کو نظر سے دیکھنا انسان کی بہت بڑی غلطی ہے ۔

2۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کے عدل وانصاف کا تقاضا یہ تھا کہ سارے انسان مال ودولت میں برابر ہوتے ۔

بخدا برابری میں کوئی حکمت نہیں ہے ۔ حکمت تو اس میں پوشیدہ ہے کہ سب برابر نہ ہوں تا کہ انسانوں کی آزمائش ہو سکے اور معلوم ہو سکے کہ کون شکر گزار ہے اور کون ناشکرا ۔ کون مصیبت کی گھڑی میں صبر کرتا ہے اور کون صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے ۔

اللہ نے جو یہ زمین وآسمان پیدا کیے ۔ ہماری تخلیق کی تو کیا یہ سب کچھ یونہی بلا مقصد کیا ؟ کیا ہمیں صرف اسی لیے بنایا ہے کہ ہم سب کھائیں پئیں اور مر جائیں ؟ اگر اسب کو برابر پیدا کرنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ بھی کر سکتا تھا کہ انسان کو بغیر پیٹ کے پیدا کرتا ۔ ہمیں لباس کی ضرورت ہوتی نہ سر چھپانے کے لیے گھر کی ۔ پھر تو امیر وغریب کا کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا ۔ لیکن نہیں ۔ حکمت ومصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کے ساتھ انسانی ضروریات بھی پیدا کی جائیں ۔ آزمائش کی خاطر انسانوں میں فرق بھی رکھا جائے ۔ اگر کوئی احسان وبھلائی کرنے والا ہے تو کوئی ایسا بھی ہو جس کے ساتھ وہ بھلائی کرے ۔ اگر کوئی صبر کرنے والا ہے تو کوئی ایسا بھی ہو جسے دیکھ کر وہ صبر کرے ۔ اگر سب برابر ہوتے تو اس زندگی میں کوئی مزہ نہ ہوتا ۔ کوئی بھاگ دوڑ اور گہما گہمی نہ ہوتی ۔ ساری رونق حیات مفقود رہتی ۔ دن اور روشنی کی اہمیت ومنفعت کا احساس ہمیں اسی لیے تو ہے کہ ان کے ساتھ رات اور تاریکی بھی پیدا کی گئی ہے ۔ اگر تاریکی نہ ہوتی تو روشنی کا ہمیں کیا احساس ہوتا ؟

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہم انسان خدا کی حکمت کا تعین کیسے کر سکتے ہیں ؟ ایک بیمار شخص رات بھر درد سے تڑپتا ہے اور چاہتا ہے کہ درد بھری رات منٹوں میں ختم ہو جائے ، دوسری طرف شب زفاف کی رنگینیوں میں مگن

شادی شدہ جوڑا یہ تمنا کرتا ہے کہ یہ رات کبھی ختم نہ ہو۔ اب آپ بتائیں کہ خدا کس کس کی سنے؟ کس عمل میں حکمت پوشیدہ ہے؟ حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک نظام کے تحت پیدا کیا ہے۔ اس کی حکمت وہی بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔

یہاں پر ایک قصے کا بیان قرین سیاق معلوم ہوتا ہے۔

ایک باغ میں باپ بیٹے محو گفتگو تھے۔ بیٹے نے باپ سے کہا کہ ہمیں تو اس میں اللہ کی کوئی حکمت نظر نہیں آتی کہ کھجور ایسے ننھے پھل کو ایک بڑے مضبوط درخت میں پیدا کیا اور تربوز ایسے بھاری بھرکم پھل کو کمزور سی بیلوں میں جنم دیا کہ یہ بیلیں زمین سے اوپر نہیں جا سکتیں۔ باپ نے کہا کہ اس میں بھی اللہ کی کوئی مصلحت ہوگی لیکن ہم انسان نہیں سمجھ سکتے۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں سوگئے۔ اسی دوران ایک کھجور ٹوٹ کر بیٹے کے سر پر آگری۔ بیٹے کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے بتایا کہ کھجور کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ باپ نے کہا کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس بڑے درخت میں تربوز نہیں پھیلتا ورنہ آج تم آخری سانس لے رہے ہوتے۔ اگرچہ یہ ایک قصہ ہے۔ لیکن سوچنے والوں کے لیے اس میں سامان عبرت ہے۔ مومن بندے کو چاہیے کہ وہ کسی شئے میں بھی خدا کی مصلحت کو سمجھے یا نہ سمجھے ہر حال میں اسے وہی کہنا چاہیے جو فرشتوں نے کہا تھا:

قالوا سُبحـٰنَكَ لا عِلمَ لَنا إِلّا ما عَلَّمتَنا إِنَّكَ أَنتَ العَليمُ الحَكيمُ ﴿٣٢﴾... سورة البقرة

''کیا ہی عظمت والا ہے تو ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا تو نے ہم کو دے دیا ہے''

یا پھر وہ کہنا چاہیے جو قرآن میں درج ہے:

رَبَّنا ما خَلَقتَ هـٰذا بـٰطِلًا سُبحـٰنَكَ فَقِنا عَذابَ النّارِ ﴿١٩١﴾... سورة آل عمران

''پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے۔ تیری عظمت کے خلاف ہے کہ تو عبث کا کام کرے۔ پس اسے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔''

آپ کو چاہیے کہ جو شیطانی وسوسہ آپ کے ذہن میں آیا ہے اسے فوراً جھٹک دیں۔ خدا سے توبہ کیجیے اپنے ایمان کا اعادہ کیجیے۔ نمازیں پڑھنی شروع کردیجئے۔ اور جب کوئی شک ذہن میں آئے فوراً اہل علم کی طرف رجوع کیجیے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

عقائد، جلد: 1، صفحہ: 111

محدث فتویٰ